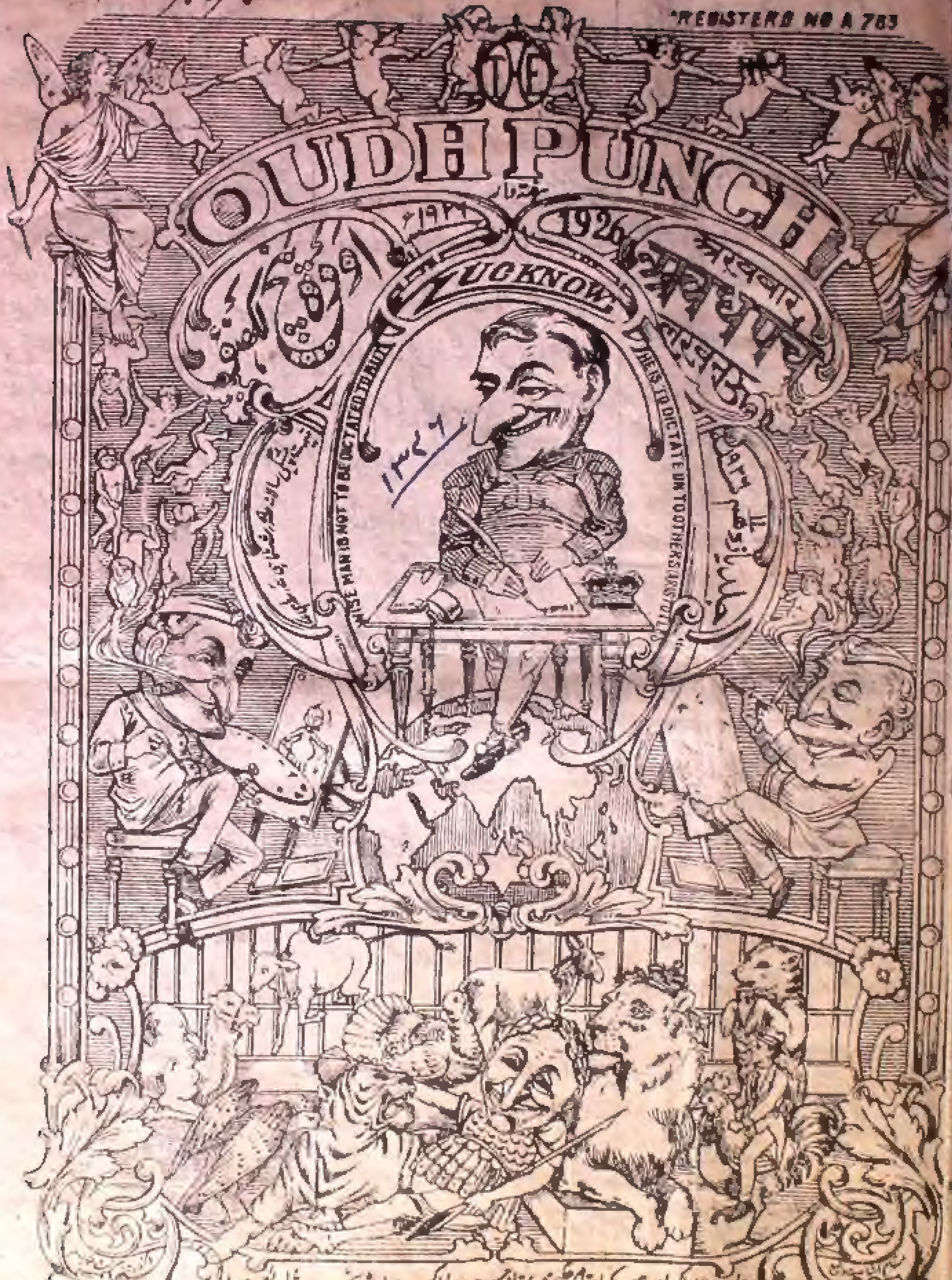
رجسٹرڈ نمبر اے ۷۸۳
REGISTERED NO A 783



ضعیفی دور کرنے کی تدابیر
مع ۲۲ تصاویر

موت کو تو کوئی روک نہیں سکتا لیکن امریکہ کے سائنسدان نے ضعیفی دور کرنے کی ترکیب نکال ہی ڈالی مع چارپائی پر پڑے پڑے کچھ اعضاء کو حرکت دیتے رہیے پھر نہ قبض کی شکایت اور نہ کبھی دیگر بیماریوں کا اندیشہ رہیگا اعضاء کو کس طریقہ پر حرکت دیتے رہیے، اسکے واسطے کتاب میں پورے تصاویر دی ہوئی ہیں کسی استاد کے سکھلانے کی ضرورت نہیں پڑتی یہ کتاب بیمار و تندرست سب کیواسطے نہایت مفید ہے کیونکہ بیشتر ورزش کرنے وغیرہ کا موقع نہ ملنے کی وجہ سے ضعیفی و دیگر امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں ہم نے خود اسکے مطابق ورزش کرکے بہت فائدہ حاصل کیا ہے واقعی اس کتاب پر عمل کرنے سے بڑھاپا دور ہو سکتا ہے، اس کتاب کی صفات دیکھتے ہوئے بھی نہ نام اسکی قیمت صرف ... رکھی ہے۔

ملنے کا پتہ

سکھ سنچارک کمپنی متھرا

ہندوستان کس لئے مشہور ہے

[illegible]

دیہ شاستری جا سنگر کا شیا وار

ایجنٹ اندر چندر اینڈ کو۔ چوک لکھنؤ

شاعری جزویست از پیغمبری

لکھنؤ کے مشہور قادر الکلام خوشگو شیریں بیان شاعر جناب سید رشید مرحوم کے حالات زندگی مع تصویر ... جناب حضرت رشید مع انتخاب مرثیہ و رباعی و قصیدہ و غزل و سلام وغیرہ ... مشہور لکھنوی نہایت محنت سے فراہم کیے گئے ہیں آپ خاندان میر انیس مرحوم کے ایک ہونہار تھے یہ کتاب سفید چکنے کاغذ پر ... نظامی سکائی کے ساتھ چھاپی گئی ہے ... موجود میں ادب اردو کے ... کیے گئے ہیں

قیمت ... علاوہ محصول

المشتہر

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

فائدہ نہ ہو قیمت واپس

حبوب لقمانی ایک گولی کھانے کے ایک ہی گھنٹہ بعد قوت

اور .... میں اس غضب کی ترقی پیدا ہوتی ہے کہ بیچینی ہوتی ہے لطف صحبت تو گھنٹوں رہتا ہے۔ مزہ یہ ہے کہ اگر کمزور بھی ہونگے تو کسی طرح کی تکان نہ معلوم ہوگی بلکہ دم بدم .... میں اضافہ ہوتا رہیگا جب تک ترشی چکھینگے فراغت نہ ہوگی بعد فراغ ایک گولی کھالیں تو کمزوری اور تکان رفع ہو کر طبیعت پھر تازہ ہو جائے گی اور پھر دوبارہ قوت پیدا کر دیگی ہر مرتبہ پہلی سی قوت ہوگی فی درجن عہ تین درجن چار روپیہ۔

منیجر دواخانہ عظمت العلاج لکھنؤ

مژدہ

علم موسیقی کی بہترین کتاب

یعنی

معارف النغمات

جسکا

سلسل اشتہار اخبار ہذا کے صفحہ ۱۲ پر نکل رہا ہے ملاحظہ فرمائیے اور کتاب مذکور جلد طلب کیجئے ورنہ دوسرے اڈیشن کا انتظار کرنا پڑیگا

المشتہر

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

فائدہ نہ ہو قیمت واپس

روغن لقمانی یہ روغن نہایت مقوی ہے ایک ہی قطرہ ... پر لگا کر

...... وہ مزہ وہ لطف حاصل ہوتا ہے کہ دنیا و مافیہا کی خبر نہیں رہتی معشوقہ سو جان سے فریفتہ ہو جاتی ہے زن و شوہر کے تعلقات کو حقیقی معنوں میں عشق کے درجہ تک پہونچاتا ہے بوجہ زیادتی لطف عاشق و معشوق نشہ شباب میں چور ہو کر تھوڑی دیر کے لیے ست اور بیہوش ہو جاتے ہیں اگر آپ نے ابتک استعمال نہیں کیا تو گویا دنیا میں آپ نے کچھ دیکھا ہی نہیں۔ قیمت فی شیشی دو روپیہ محصول ۶ اگر کوئی دوا حسب تحریر ثابت نہ ہوئے پر واپسی قیمت کی شرط۔

منیجر دواخانہ عظمت العلاج لکھنؤ

کیا آپ اپنی تجارت کو ترقی دینا چاہتے ہیں

اگر ایسا ہے تو آپکو چاہیے کہ مشرقی اور مغربی تجارت کو ترقی دینے والے اپنے طرز میں مشرق کے یکتا ماہواری رسالہ کو جس کا خاص مقصد بین الاقوامی تجارتی تعلقات کو قائم کرنا اور ترقی دینا ہے ضرور خریدیے۔ چندہ سالانہ ...

جرمنی کی تجارتی ڈائرکٹری

جس میں کہ جرمنی کے مشہور و معروف تاجروں، سوداگروں اور برآمد و درآمد کنندگان کی فہرست جو کہ ہر قسم کی تجارت کرتے ہیں۔ بہ تفصیل حروف وار تجارتی سرخیوں کے نیچے درج ہے۔ قیمت صرف ...

المشتہر

ایسٹ اینڈ ویسٹ ٹریڈ ڈیولپر

THE EAST & WEST TRADE DEVELOPER

راجکوٹ ہندوستان

RAJKOT. INDIA.

جلد ا نمبر ۳۶

مضامین عنبر

پنجشنبہ ۲۳ ستمبر سنہ ۱۹۲۶ء

الشادیات

ہمارے ایک کرم فرما کی شادی خانہ آبادی ہوئی بڑی دھوم دھڑکا دھون دھون پون پون ہوئی۔ کرم فرما صاحب نے مجھے ایک سہرا تصنیف کرنے کی فرمائش کی ہر چند کہ لاکھ عذر کیا مگر نہ مانا آخر ایک سہرا گوندھنا پڑا اگر اس مین چنبیلی کے نازک پھولوں کی جگہ ٹوٹون کو گوبھی کے پھول گندھے نظر آئین تو یہ اون کی لطافت نظر ہے یہان جان چھڑانی مد نظر تھی۔ ارے ان بہتو کوئی نہ کہے گا کہ سہرا کہو۔ سہرا گوندھنا مالی کا فرض ہے۔ شاعر بیچارہ کیا جانے

(مرزا علی یعقوب قیصر شاگرد جناب سید مقبول حسین صاحب ظریف)

کیا عجب ہے سر اج آپکے سر پہ سہرا
موتیہ لگا جو بندھا آج تیرے سر سہرا
شجر باغ جوانی کا ہے بندر سہرا
تالیان خوب پٹین آکے جو وہ محفل مین
ہار جیون کا نزاکت سے تو نوشہ پہ ہے بار
جیب بنے اور بنی مین ہوئی ہاتھا پائی
بیٹی والو کی عنایت کا رہے گا ممنون
گارڈن پارٹیان بلبلون خوب ہوئین
کستی ہے تلقل جنا کہ مبارک باشد
دیکھ کر آرسی مصحف مین دولھن کی صورت
سر نوشاہ سے تو موتیہ جھکا پڑتا ہے
ورق عارض نوشاہ کا خط چاٹ گیا
گھر بنانے کی اجازت یہ دیا کرتا ہے
سرپہ لادے ہوئے وہ جوڑ و کا مزدور آیا

کہین قندیل کی جھل جھل ہے کہین سہرا
اسلئے گا مین گی کلکتہ کی گوہر سہرا
سر نوشاہ پہ پہونچا جو اوچک کر سہرا
کوٹ پتلون پہ باندھے ہوئے سر سہرا
او سپہ طرہ ہے کہ باندھا ہے دھنڈر سہرا
چھپ گیا پائچہ مین تانگ برابر سہرا
سر نوشہ پہ ہے احسان کا چھپر سہرا
باندھا ہیبو لگا جو نوشاہ کے سر پہ سہرا
گاتے ہین جام و سبو شیشہ و ساغر سہرا
ہو گیا وصل کی شب جامہ سے باہر سہرا
اس سے ثابت ہے کہ بیچے کا سلیپر سہرا
مصحف رخ کے لئے بن گیا جھینگر سہرا
عقد کی ہیو پبلٹی کا ہے ممبر سہرا
ایک تو خط اور اوس پہ شمرے اوپر سہرا

یہ خبر سن کے تبسم کو بھی اب عجلت ہے
یا الٰہی بندھے جلد اوس کے بھی سر پہ سہرا

نوٹ۔ ہمارے ابی حضرت رہتا لکھنا کوئی آپ سے سیکھے۔ بیچارے نوشاہ نے اور بگھر گئے آپ نے اودھ پنچ کو گویا سرٹیفیکٹ کلکتہ کے لفافہ پر لکھ دیا۔ اے۔ جی۔

ال۔ او۔ کی عنایت سے علوزہ لفافہ مین بند ہو کر ہم تک پہونچا ہے۔ خدا کا شکر ہے کوبیلے دولھا کا مانجا ہے۔ جہان سے آیا وہین پھر گیا فقط۔

فارسی مین کسی ہندی کا جو دیوان نکلا

(ظریف)

بیضۂ بلبل شیراز سے تیتان نکلا

"بعض حضرات اپنی زبان چھوڑ کے فارسی مین طبع آزمائی کرتے ہین۔ اون کے مطالعہ کے لئے اودھ پنچ کے ایک خریدار صاحب تعلی گزرہ حیدرآباد سے بغرض تبصرہ ایک فارسی غزل جناب خواجہ "شبنم" لکھنوی کی بھیجتے ہین جسے دیکھتے ہی طبیعت کھلبلا پڑتی ہے خاصی اگر سہ پر جماتی ہے"

وھو ہذا

برنگاہ ناز نقد دین و ایمان داشتم — دل بدل در حلقہائے زلف پیچان داشتم

دونون مصرعون کا ربط قابل ملاحظہ ہے۔

منحصر بر مہر دلبر درد و درمان داشتم — خط قسمت در خط رخسار جانان داشتم

افسوس خط رخسار جانان کی ہمراہی [illegible] کے جو زیب ہو گیا ابتک [illegible]

سر برہنہ مو پریشان چشم گریان داشتم — ہر دم از سوز محبت قلب سوزان داشتم

اس بات کے بیان [illegible] کی ضرورت ہے قلب سوزان [illegible]

درنگاہ آرزو یاقوت رمان داشتم — قطرہائے خون دل لعل بدخشان داشتم

[illegible] آرزو کی [illegible] یاقوت رمانی چورا یا۔

زخمہائے قلب مضطر گل بہ خندان داشتم — مثل بلبل چشم پر غم اشک ریزان داشتم

اس شعر کی حسرت [illegible] "بلبل" کی داد اہل زبان ہی دے سکتے ہین۔

از شعاع حال داغ دل فروزان داشتم — یا درون صدر شمع بزم امکان داشتم

شعاع حال بھی کیا خوب [illegible] امکان بھی [illegible]۔

جلوہ گاہ ناز دام روشن چراغان داشتم — یا منور قلب مضطر نور عرفان داشتم

[illegible]

الغرض غمدان دل چون مہر تابان داشتم — ہر چہ در خود داشتم از فیض جانان داشتم

[illegible] جناب قبال [illegible] چاہیے۔

لذت موج تمنا من چہ گویم در فراق — کند رون بحر دل پر کیف طوفان داشتم

[illegible]

درد دل درد جگر درد تمنا درد سر — من سراپا درد ام کین درد الوان داشتم

"درد الوان" [illegible]

درد فرقت چون رقم کردم بہت بیکدا — انکشاف درد ارمان در عنوان داشتم

[illegible] بھی زرالا ہے۔

آتش عشق محبت دل جگر را سوختہ — جام دہ ساقی کباب خستہ بریان داشتم

[illegible] کی مطالعہ پر کباب قربان۔

ترجمان کیفیت باطن ہست حال آشکار زخم دل ہم چاک چون چاک گریبان داشتم

اس چاک جیون جاتی کی [illegible] گھر سے [illegible] ہم کیا کہین۔

بر در من آمدہ بود آن خدائے آرزو فیض قدمش بین کہ ہر ذرہ درخشان داشتم

خدائے آرزو جب گھر پر [illegible] ہو تو قدم کی [illegible] دل بھلا [illegible] داشتم [illegible]

شعلہ در فانوس عریان شمع آوردم چنین گوہر مقصود نہان زیر دامان داشتم

[illegible] کیون [illegible] گوہر مقصود [illegible]

دل چو مجنون صد رہ دشت تجلی آرزو من درون پیکر خود یک بیابان داشتم

خدا کرے [illegible] کے قبضے مین چلا جائے [illegible] مگر [illegible]

لطف۔ سوز عشق شبنمی در پہ در اضطراب
لذت درد جگر در شام ہجران داشتم ؎

[illegible] شاعر [illegible] کا مشتاق ہے۔ والسلام

نظم

شفاف صاف دانت ہین منہ مین یار کے — دانہ ہین کھلے ہوئے سے کچے انار کے
بہجہ مین اس طرح سے ہے دل زلف یار کے — جیسے پھنسا ہو جال مین کوئی سوار کے
کیون پیچ مین ہاتھ پاون پا بک سوار کے — کانٹے غضب مین الجھ بیل د نہار کے
واعظ ہی ہے جو ہر مین کیا شان واعظی — منبر پہ آئے چل دیئے سب کو سنوار کے
دورہ ہوا جنون کا جو لیلا کے عشق مین — جنگل کو قیس بھاگا لنگوٹی اتار کے
برسات نے نکالی ہے یہ کب کی دشمنی — پٹرے گلا دیے مرے کچے مزار کے
وحشت نے کہہ دیا تھا کہ لیلا اسی مین ہے — لے بھاگا قیس اونٹ سے محمل اتار کے
یون چھوٹ کے قید زیست سے سوئے ہین شہر — مزدور جیسے چین سے بوجھا اتار کے
معشوق ہے عرب کا فقط اتنی بات پر — نخرے اٹھاتے ہین شتر بے مہار کے
سو دیکھے ہی نرد بش کی آنکھ ہی ادا ہوئی — قرضہ سے دیکھیں چھٹتے ہین کب یا ہو کار کے
میخانہ مین چلے گئے اللہ رے فریب — مسجد کے در پہ شیخ جی جوتا اتار کے
الفت مین دنیا جب زندگی ہو گئی شیخ — ممنون ہم ہوئے نگہ انتظار کے
دنیا کو بیوقوف بنانے نہ بیٹھیے — دو مڑی کا تیل ڈال کے زلفین سنوار کے
لے دیکے اہل سے ملی جب نجات کچھ — دست ستم کا زور بڑھا پھٹکار کے
آ آ کے بیٹھتی ہین مزا لیکے اڑتی ہین — دعوت ہے منہ پہ مکھیون کی بادہ خوار کے
اس راز کو سمجھ نہ سکے کوئی اس سے — زاہد شراب پیتا ہے کھی سے بگھار کے
عاقل کوئی بتائے مجھے جب گھر نہین — پھر کیا یہ جیون پیچ مین ہے میرے یار کے
تکوائے زخم تیغ ادا کیا چھری چلی — منت کش آج ہو گئے مکا چمار کے
ہر جیت مین ہے یہ سال زرین سلم [illegible] — پنڈت نے مجھ سے کہہ دیا پوتھی بچار کے

دل لیکے یون مکر گیا مجروح کا وہ شوخ
بگڑا مچا کے جیسے کوئی داؤن ہار کے

فریدون مرزا مجروح منصور نگر لکھنؤ

رباعی

موجد کو دو عالمین کا کام اوس نے کیا — ہمت کشی سے جان حزین کو بچا دیا
کیون جلد جلد اون سے خوانا دہ پیام — تا قو تو ریل گاڑی ہے قاصد ہے ڈاکیا

دیگر

ہندوستان مین آئین ہین یک بی بی سحر — سمان ہین وہ جو کہین ادکو معاف ہے
پردہ ہے ستر عیب دحضار نگاہ بد — کیون اس سے آخراوں کی طبیعت خلاف ہے

از میرزا لکھنوی

اپنی اپنی سمجھ

۱۔ بی بی ”اے جی سنتے ہو۔ لڑکا دوات کی روشنائی پی گیا۔ اب کیا کرون؟“
میان ”سر دست پنسل سے لکھو۔“

۲۔ مس اٹا گلوز اپنی کتاب مین لکھتی ہین۔ کہ اون کی والدہ ایک ترک سے ملنے گئین۔ وہان زر مہر پر گفتگو ہو رہی تھی۔
بی بی ”بھلا بڑی لڑکی کا مہر کتنا ہوگا؟“
میان ”بیس ہزار۔“
بی بی ”اور منجھلی صاحبزادی کا مہر؟“
میان ”پچاس ہزار۔“
بی بی ”اور میرا مہر کتنا ہے؟“
میان ”ابتدا کا بھاؤ تو یاد نہین ہے۔ اب صرف ساڑھے چار آنے۔“
بھولے بھالے ترک کی عقل مین بی بی کے روٹھ جانے کی وجہ نہ آئی۔

۳۔ ایک پیر نود سالہ بعمر پیر و ہوس جوان۔ بازار سے ٹینس کھیلنے کی بیٹھک لایا اور دوست سے کہنے لگا۔ ”سب لڑکے آجکل کھیل کو بھی منجملہ ضروریات خیال کرتے ہین۔“
دوست ”مگر تمہین تو گلف کھیلنا چاہیئے۔“
پیر ”وہ تو بوڑھون کا کھیل ہے۔“

۴۔ قیدی ”مین انصاف چاہتا ہون۔“
جج ”خاموش! یہ عدالت ہے۔“

۵۔ شوہر ”میری تین چہارم تنخواہ حضور کی پوشاک مین صرف ہو جاتی ہے۔“
زوجہ ”گھبرا کر“ اور باقی کیا ہو جاتی ہے؟“

۶۔ ایک مسافر ”اُف کیا زور شور کا مینہ برس رہا ہے گویا طوفان نوح ہے۔“
دوسرا ”طوفان نوح کیا چیز ہے؟“
پہلا مسافر ”کیا تم نے اس بڑے طوفان کا حال نہین سنا؟“
دوسرا ”پندرہ دن سے اخبار نہین دیکھے۔“

۷۔ مسٹر اسٹنلی بالڈون وزیر انگلستان ناقل ہین کہ ایک ریاضی کے پروفیسر

مطالعے میں مصروف تھے۔ بیوی کپڑا بونت رہی تھیں کہ دفعۃً متفکر نظر آئیں۔

پروفیسر" کیون خیر باشد!"

بی بی" کیا بتاؤن اگر سکرٹ (Skirt) کا گھیر چھوٹا بناتی ہون تو چال بھی دھیمی ہو جائیگی لمبے ڈگ نہ رکھ سکون گی اور جوتا بھی جلدی گھسے گا۔ اور اگر گھیر بڑا رکھتی ہون تو کپڑا زیادہ صرف ہوتا ہے۔ اگرچہ جوتا جلدی نہ ٹوٹے گا۔ تمھین بتاؤ۔ کیا کرون" جواب تا حال معلوم نہین ہوا آیندہ دیدہ خواہد شد۔

۸۔ چند روز ادھر کلکتے میں فساد ہوا۔ میدان جنگ میں ایک سر بریدہ لاش پڑی تھی۔ اور لاش ہی کے قریب ایک سٹنڈے صاحب جنکا ہاتھ کسی بدمعاش بلوائی نے توڑ ڈالا تھا۔ پڑے ہاے واے کر رہے تھے۔ اگر یز سارجنٹ" دل تو تم کس سوا کک گول کرتا۔ دیکھو۔ تمھارا پاس ایک جنٹل مین پڑا ہے اوس کا سر کٹ گیا اور وہ گول نہین مچاتا" تم کھالی (خالی) ہاتھ کٹنے پر کاہے واسطے چیکتا! (چیختا)

مصلح" آخر آپ دونو میان بی بی کیون جھگڑتے ہین"

میان" جی جھگڑے کا بیان کیا ذکر ہے۔ ہم دونو کی راے ایک ہے تو جھگڑا کاہے کا۔ میم صاحب کہتی ہین کہ مین اپنی تنخواہ میں سے ایک کوڑی تکو نہ دونگی مین بھی یہی رادہ رکھتا ہون۔ آپ زحمت نہ فرمائین۔

"بچبن"

موتیا بند

یعنی

تبصرۂ شعر الہند

(تتمہ ۲۳ ستمبر ۱۹۲۶ء)

نمبر ۳

صاحب شعر الہند ارشاد فرماتے ہین:۔

"لیکن اس سرقہ سے فارسی ہی شعرا کے مضامین کا سرقہ مراد ہے جس سے اردو شاعری کو فارسی قالب مین ڈھالنا مقصود تھا"

اس بے ڈھنگے پن کو دیکھیے کہ حضرت ترجمہ کا نام سرقہ رکھتے ہین نقل مضمون کا نام سرقہ رکھتے ہین۔ مقابلہ قوت نظم کا نام سرقہ رکھتے ہین۔ غرض سرقہ ہی سرقہ دل مین بسا ہوا ہے۔ حالانکہ بسا اوقات ایک شاعر کو دوسرے شاعر کے نظم کیے ہوے مضمون پر اطلاع نہین ہوتی۔ خیال و الفاظ مین توارد ہو جاتا ہے مرزبانی کی کتاب الشعر و الشعرا مین یہ بحث نہایت تفصیل کے ساتھ لکھی ہوئی ہے۔ چوری نالائق آدمی کی فوراً کھل جاتی ہے (دیکھو از شرح صادح و باغم از عبد اللطیف سرور) مرزبانی کا قول ہے کہ اگر دو مختلف زبانون مین ایک ہی مضمون کے دو شعر دیکھے جائین تو ایسے سرقہ نہین کہہ سکتے ایک شعر دوسرے شعر کا ترجمہ سمجھا جائیگا اور ترجمہ ہرگز عیب نہین ہے برخلاف اسکے سرقہ عیب ہے۔ اگر اصطلاح سرقہ کا استعمال ایسے ہی غلط مواقع پر کیا جائے تو ہم کہہ سکتے ہین کہ کتاب شعر الہند از سرتا پا چوری کا مال ہے جسکی سزا صرف یہ ہے کہ صاحبان تحقیق ایسی کتاب کے مولف کو وقعت کی نگاہ سے نہ دیکھین۔

حقیقت یہ ہے کہ معانی ہین ہر روپ وہ اپنی شکل و شبیہ بدلتے رہتے ہین۔ ناظم کے ذہن کا تصرف کسی پرانے کلام کو مختلف لباس مین ظاہر کرتا ہے چنانچہ عمر و راق نے ایک مرتبہ ابو نواس شاعر کو ٹوک دیا کہ تمنے نابغہ (شاعر) کے مال پر خوب ہاتھ صاف کیا اب اوس غریب کے واسطے کچھ نہین بچا۔ ابو نواس نے جواب دیا۔ "اسکت فلئن کان سبق فما اساءت الاتباع"

چپ رہ اگر نابغہ اس مضمون مین مجھپر سبقت لیگیا تو مینے اوس کی پیروی مین کوئی برائی نہین کی۔

یہان علاوہ اخذ و نقل و تقابل و توارد و ترجمہ کے ایک نئی اصطلاح معلوم ہوئی جس کا نام "اتباع" ہے جس سے ظاہر ہوا کہ چور اپنی چوری کا اقرار کرے تو پھر وہ چور نہین رہتا۔ مقلد و متبع ہو جاتا ہے۔ بھلا آپ ہی انصاف کیجیے عرفی کا قول ہے ؎

منم آن سیر ز جان گشتہ کہ با تیغ و کفن
بر در خانۂ جلاد غزل خوان رفتم

حضرت غالب مرحوم فرماتے ہین ؎

آج وان تیغ و کفن باندھے ہوے جاتا ہون مین
عذر میرے قتل کرنے مین وہ اب لائینگے کیا

نعمت خان عالی کا شعر ہے ؎

ہر کہ ز غنچہ دم زند لب بگشا کہ این چنین
ہر کہ ز گل کند سخن رخ بنما کہ این چنین

حضرت غالب کا مشہور مطلع ہے ؎

اطلاع نامہ واسطے اظہار وجہ اس امر کے کہ ڈگری کیون نہ جاری کی جاے

(آرڈر ۲۱ قاعدہ ۲۲)

بعدالت آنریری منصفی پرگنہ ہرت پور مقام شمس آباد ضلع فرخ آباد باجلاس خانصاحب نواب سید اقبال بہادر آنریری منصف

مقدمہ دیوانی نمبر ۲۵ بابت ۱۹۲۳ء

متفرقات نمبر ۹۳ متعلق اجرا بابت ۱۹۲۶ء

روپ نراین ولد دوار کا پرشاد قوم برہمن ساکن موضع بلی پٹی والی کھاون پرگنہ امرت پور۔

بنام

جوالا پرشاد بالغ ولد رگا پرشاد ورام داس نابالغان بولایت جوالا پرشاد برادر حقیقی پسران لاسمن اقوام برہمن ساکن موضع را پے پور پرگنہ امرت پور ضلع فرخ آباد۔

ہرگاہ روپ نراین ڈگریدار نے درخواست عدالت ہذا مین واسطے مطالبہ مبلغ ما عہ کے درخواست اجرا ڈگری مقدمہ دیوانی مقدمہ نمبر ۱۹۲۳ء کے گزرانی ہے لہذا تم کو اطلاع دی جاتی ہے کہ تم اس عدالت مین بتاریخ ۲۹ ماہ اکتوبر ۱۹۲۶ء اصالتاً یا وکالتاً یا بذریعہ مختار مجاز حسب ضابطہ اور واقف حال مقدمہ کے حاضر ہو کر اگر کوئی عذر واسطے نہ جاری کیے جانے ڈگری کے رکھتے ہو تو پیش کرو۔

آج بتاریخ ۱۴ ماہ ستمبر ۱۹۲۶ء میرے دستخط اور عدالت کی مہر سے جاری کیا گیا۔

دستخط سید عبد العزیز منصرم

مہر عدالت

غنچۂ ناشگفتہ کو دور سے مت دکھا کہ یون
بوسے کو پوچھتا ہون مین منہ سے مجھے بتا کہ یون

کسی ہندی فارسی گو کا قول ہے ؎

مسی آلودہ بر لب رنگ پان است
تماشا کن کہ آتش در دخان است

شیخ ناسخ کہتے ہین ؎

مسی آلودہ لب پر رنگ پان ہے
تماشا ہے کہ آتش در دھوان ہے

شیخ علی حزین فرماتے ہین ؎

آہستہ برگ گل بفشان بر مزار ما
بس نازک است شیشۂ دل در کنار ما

ایک ہندی شاعر نے یہی مضمون نظم کیا ہے ؎

قبر کو ٹھیس نہ لگ جائے کہین باد صبا
شیشۂ نازک دل کا ہے کچھ دھیان ہے

اس قسم کے ہزارون شعر تمام اساتذۂ اُردو کے دیوان موجود ہین۔ کسی نے محض ترجمہ کیا ہے کسی نے منقول عنہ سے طرز بیان مین لطافت و شیرینی و حسن نظم کے اعتبار سے ترقی کر کے دکھلائی ہے اور یہی ہوتی آئی ہے کہ جو چیز یا جو خیال اپنی زبان مین نہ موجود ہوا دوسے لوگ جمع کرتے ہین عربی مین فارسی کی مثلین ترجمہ کر کے نظم کی گئی ہین مثلاً:-

"اللیل حبلے لیس یدری ما تلد" ترجمہ ہے "تا صبح چہ زاید کہ شب است آبستن" کا۔

اذا الماء فوق غمر یقی طما
فقاب قناۃ والف سوے

ترجمہ ہے "چو آب از سر گزشت چہ یک نیزہ چہ یکصد نیزہ"

اذا وضعت علی الراس التراب فضع
من اعظم التل ان النفع منتفع

ترجمہ ہے "خاک از تودۂ کلان بردار" کا۔

"ضرب الطبل تحت الکساء" ترجمہ ہے "نقارہ زیر چادر نواختن" کا۔

"الابرۃ تکسوا الناس وہی عریانۃ" ترجمہ ہے "سوزن در ہزار جامہ برہنہ" کا۔

مصحفی کا دیوان ہمارے سامنے موجود نہین ورنہ ہم ان کی لوح

خود اوضعین کے افادات نقل کرنے کے بعد کہتے کہ یہ سرقہ ہے تو حضرت کیون خود اس کے مرتکب ہوئے۔ (باقی آئندہ)

راقم۔ رنیق الخیال کمال

مولانا پنچ کی نوٹ بک

گیا سمجھ کے وہ چپ تھا مری جو شامت آئی
اوٹھا اور اوٹھ کے قدم مینے پاسبان کے لیے

سُنا ہے کہ ہمارے پرانے شاعر غزل حضرت ڈاکٹر اقبال نے



سکون حقیقی سے میدان پالیٹکس مین حرکت سریع شروع کر دی۔ بجز پر فیسری کا یہ نیاز عاف رنگ لایا۔ اب آپ کا مذہب معرض وزن مین ہے۔ لاہور کا جدید ہفتہ وار جریدہ "نشتر" تقطیع پر آمادہ ہو گیا ہے۔ ابتک اس کے تین نمبر شایع ہوے ہین اور تینون کے تینون ڈاکٹر صاحب کے رد الصدر علی العجز کے انکشاف سے پُر ہین۔ زیر تبصرہ نمبر مین ایک اعلان ہے "کہ اگر ڈاکٹر اقبال اپنی پوزیشن صاف کر دے یعنی صاف طور پر اخبارات مین اعلان کر دے کہ مین ابن سعود اور اُس کے

معاونین کو مسلمان نہین سمجھتا .... اور نجدیون کے خلاف اظہار نفرت اور صدائے احتجاج بلند کرتا ہون اور نجدیون کے قبضہ حجاز پر مین ہرگز ہرگز راضی نہین اور حضرت شیخ سنوسی دامت برکاتہم کی شان مین جو گستاخی مجھ سے ہو گئی ہے اس سے معافی مانگتا ہون تو خدا گواہ کہ ہم ڈاکٹر اقبال کے خلاف ایک لفظ تک نہ لکھین گے۔ الخ"

ہمارے "ڈاکٹر صاحب" بدہی ایسے کلام کے عادی نہین ہین جو بغیر وقت لگے سمجھ مین آ جائے۔ لہذا صاف صاف کہلوانے کی التجا اور خواہش حشو برائے بیت ہے۔ اگر معاصر موصوف کا یہ خیال صحیح ہے کہ ابن سعود کے اقبال کا نام حضرت اقبال کی ذات سے ہندوستان مین روشن ہے تو سمجھ لینا چاہیے کہ ادغام ہو چکا اب حرف تقطیع مین یہ دو حرف جُدا ہو سکتے ہین لکھنے مین ایک ہی نظر آئین گے۔ دوسرے یہ کہ جب ابن سعودیت سے تقارب کے وقت اونھون نے حنفیت کی جھجک سے جو اون کے منظومات مین اکثر جگہ موجود ہے، ابھی تک شایع نہین کیا تو اب کانے کی دوستی مین مخلوط ہو جانے کے بعد کیون حروف غیر ملفوظہ کا اعلان کر کے ساقط الاعتبار بنین۔ اپنی آنکھین کی مجبری۔ خدا نخواستہ چار دن کے بعد اگر حضرت واحد العین سے (چار نہین) تین آنکھین ہوین اور یہ اعلان مطلوب کسی نے اوین



"مہاراجہ کیوڑیا کھولو رس کی بوند پڑے"

"ایک بے آسا ایک ترا سا دو نود وارے کھڑے" مہاراجہ کیوڑیا کھولو۔ ارے مہاراجہ کیوڑیا کھولو۔

دکھا دیا تو واللہ بڑی عجیب ہوگی۔ تینوں آنکھیں یکساں رہیں تو بہتر ہے۔ رباعی کے تیسرے مصرعے میں قافیہ کی پابندی نہیں۔ شاید اسی وجہ سے دجال کی تین آنکھیں حدیث میں روایت کی گئی ہیں چوتھی غائب ہے۔

اب رہی پولٹیکل قابلیت تو حضرت نشتر کیا آپ واقف نہیں ہیں کہ شاعر ہونا جامعیت کی دلیل ہے

ہر فن میں وہ ہیں طاق انھیں کیا نہیں آتا

ایک گنگھل نظم کونسل میں کھڑے ہوکے پڑھ دی بس ساری مجلس کو سکتہ ہو گیا۔ سامعین کی علت پہلے سے پڑی ہوئی ہے کہ وہ آپ کے اذا دات میں معنی و مطلب کی جستجو نہیں کرتے یہ عادت جا نہیں سکتی۔ پہلے کبھی معنی و مطلب سمجھ کے تعریف کی ہوتی تو آج اونھیں متوجہ کرنے کی ضرورت کیوں داعی ہوتی۔ فرق صرف نظم و نثر کا ہے۔ متکلم وہی ہے مخاطب وہی ہیں۔

معاصر نشتر دوسری جگہ رقم طراز ہے کہ "ڈاکٹر اقبال ہرگز محب اہل بیت نہیں ...... وہ تو محض ووٹ حاصل کرنے کے لئے حضرات اہل تشیع کو دھوکا دیکر جھوٹا محب حسین بن رہا ہے ......

آپ ہی فرمایئے کہ جو شخص ابن سعود جیسے ظالم کا حامی ہو آپ اُسے ووٹ دیجئے گا؟"

یہ بحث ہی جداگانہ ہے کیا معنی کہ محبت اہل بیت قبروں میں کام آتی ہے کونسل میں اسکی کیا ضرورت ہے۔ کوئی نظم اونھون نے حال میں ایسی لکھی ہو جس سے عداوت اہل بیت کا انکشاف ہوتا ہو تو ہمیں اطلاع نہیں۔ اور رہا ابن سعود کی دوستی علامت بغض نہیں کیا معنی کہ دیگر فرق اسلامیہ عاشق اہل بیت تھے مگر نجدیوں کی عاشقی نے تدریجی ترقی کی اور معشوق بن بیٹھی۔ پامالی قبور ایک ناز معشوقانہ ہے۔ قتل و غارت عاشقان رسول لازمۂ شان معشوقیت ہے۔ کوئی ایسا معشوق تو کسی شاعر کے یہاں دکھایئے جس نے یہ حرکتیں نہ کی ہوں! قبروں پر بگڑنے مرنے کے علاوہ سب حرکتیں وہی ہیں جو ایشیائی معشوق میں ہونی چاہئیں۔ لیکن شاعر حرکین کا معشوق یہ حرکتیں بھی کرتا ہے۔ بہر حال اگر ڈاکٹر اقبال صاحب کونسل میں شرکت کی بدعت اختیار نہ کرتے یعنی خاموش رہتے اور دربان نیابت عامہ کے قدم نہ لیتے تو "گدا" ہونے کے دعوے میں عاشق اسلام ہونے کا ادعا یوں دھڑا دھڑی نہ چُنا جاتا اور مذہب کی بار بار کبھی نہ ہوتی۔ اب دیکھئے کیا ہوتا ہے ؎

ملک حسینؑ سے کیوں وہ اُلجھ پڑے آخر
یہ آج حضرت شاعر نے کیا قیامت کی

ہم یہ سمجھے تھے طبیعت آگئی
یہ نہ تھا معلوم شامت آگئی

ابھی یہ بھنسی کا دل دیکھنے ہی بھر کا تھا کیا معنی کہ طب یونانی کا مزاج ناساز دیکھ کے صوبے کی حکومت نے اسکی نبض پر اودھر ہاتھ رکھا اودھر فہرست امراض و طریق علاج (سوالات) کا ایک مشورت نامہ شایع کیا۔

"اے حضرت! آپ بتایئے بی یونانی خانم خدا نخواستہ کیا بیمار ہیں ان کے یہاں بچہ کیوں نہیں ہوتا۔ آخر یہ چلتی ہوئی کوکھ بند کیوں ہو گئی۔ کہیں گھوڑے کا دانہ تو نہیں کھا لیا؟

مثل مشہور ہے "پانچ بھوتی شیطان کی لنگوٹی" نسل کی ترقی ضروری ہے۔ ایسا نہ ہو کہ عقم کے مرض کے باعث ان مایوس خانم کی نسل سے دُنیا خالی ہو جائے تو ساری چہل پہل ہی جاتی رہے۔"

گروہ اطبا میں غوغا ہوا اور وہ سمجھے کہ یونانی خانم پھر سے جوان اور جوان سے حاملہ ہو گئیں" وضع حمل کا زمانہ بھی قریب ہے کوئی دم میں مخاض (الم زہ) شروع ہوا چاہتا ہے۔ لہذا ایسفانج مرضوض اتفاق و اتحاد۔ سویز بگھتی۔ ہلیلہ زرد یگانگی۔ گلقند محبت۔ انیسون اُنس۔ سنائے خلط مبحث۔ کا مسہل اس غرض سے لے بیٹھے کہ مواد نفاق و شقاق کا اجتماع ہو۔ اور ازالۃ البدن لینے کے لینے پڑے یہی چھیچھالیدر کا موجب ہوا اور اصلاحات کا مولود عُسر ولادت کے شکنجے میں پھنس کے دُنیا کی ہوا کھائے بغیر چلتا دھندا کرے۔ مگر شامت اعمال کا بھلا ہو کہ بچہ تو ٹین ہو گیا اور زچہ استطلاق بطن (جھوجھہ) انقلاب دھکہ دعوہ و مشیمہ میں مبتلا ہو گئی۔ اب کرزاز کے دورے ہو رہے ہیں۔ خود آنریبل وزیر تعلیم اس فن سے ناواقف ہیں لہذا تیمار داری کا سلیقہ نہ پہلے تھا نہ اب ہے کچھ اپنے کچھ تجربہ کار مگر خود غرض اشخاص سے مشورہ لینے کا یہ نتیجہ ہوا کہ مولود کے مفقود ہونے کے ساتھ ہی الیلی زچا کی طرف سے عام مایوسی کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ تفصیل اجمال یہ کہ لکھنؤ میں اطبا کے چند مشہور و معروف خاندان ہیں انکے مشاہیر میں ہمیشہ سے چشمک ہے۔ تعصب ہم پیشگی کے علاوہ مذہبی اختلاف نے ایک ایسی خلیج پیدا کر دی ہے کہ ایک کے افراد کو دوسرے گروہ کے افراد پر اطمینان نہیں ہے۔ اور اس میں بے اطمینانی کے علامات و وجوہ بالکل واضح ہو چکے ہیں۔ پس محکمہ تعلیم نے جو پانچ شخص پنساری کی اجاری سے نکالے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ان کے نام تو مختلف ہیں مگر حقیقت ایک ہے وہی شیرہ ہے جیسے شربت عناب شربت اعجاز شربت بنفشہ شربت بزوری شربت نیلوفر کہ کے بیماروں کے

حوالے کیا ہے ؟

ابتدائی پوچھا گچھی اور دھوم دھام کے جلسے بازی کا پہلا برا اثر تو یہ ہوا کہ لکھنؤ جو طب یونانی کی جاے ہے جس مین متعدد مدارس متعدد انجمنین متعدد شفاخانے اور مطب متعدد دواخانے۔ طلبا اور قدرشناس موجود ہین وہ اس زچا کی دیکھ بھال سے محروم ہو گیا۔ اور علیگڈہ یونیورسٹی کی نوکارروائی جس کے یہان طب کے نام سے کبھی چوہیا کا بچہ بھی نہین ہوا۔ اس بگڑی ہوئی چا کی تیمار دار بن بیٹھی۔ دوسرا نتیجہ یہ دیکھا کہ بورڈ کے ممبرون مین دو دوسرے خاندانون کے ماہر حاذق کامل مشہور و معروف افراد کا نسخہ نہین ہے۔ نسخہ کے اجزا (ممبرون) مین اعتدال ملحوظ نہین رہا۔ ایک ہی نسخے کے استعمال کی کوشش بمشورہ حریفان ہم پیشہ کی گئی ہے اور وہ دیگر خاندانی اطبا ہین۔

اس مین شک نہین کہ اس معاملہ مین جو شرمسا ہین وزارت جلیلہ سے ظاہر ہوا وہ قابل اعتراض ہے۔ بورڈ مین توسیع کی ضرورت ہے مثلاً فلان بہادر حکیم

حکم قرار دیئے جانے دیوالیہ

(دفعہ ۲۴ ایکٹ دیوالیہ)

عدالت جناب سب جج صاحب اول ضلع گھری مقام کھیری
مقدمہ دیوالیہ نمبر ۲ سنہ ۱۹۲۶ء

دربارہ درخواست دیوالیہ مسمی رام دین ولد بندہ پرشاد برہمن ساکن موضع نگھرو اسمور سرکار پرگنہ بلا ضلع کھیری سایل۔

بعد ملاحظہ درخواست دیوالیہ مورخہ ۲۶ اگست سنہ ۱۹۲۶ء

مقابلہ پنڈت کیدار ناتھ۔

منشی بنواری لال۔ رامادین۔ سورج پرشاد۔ پرمیشر دین۔ جینتری لال گورنمنٹ عالیہ قیصر ہند۔ وساھت ... مہاجنان

حکم دیا جاتا ہے کہ مسمی رام دین دیوالیہ قرار دیا جاوے چنانچہ قرار دیا گیا۔ دیوالیہ کو مہلت بنا بر پیش کرنے درخواست بریت قرضہ چھ ماہ کی دیگئی۔

مہاجنان بتاریخ ۱۳ نومبر سنہ ۱۹۲۶ء حاضر عدالت ہو کر ورثہ دیوالیہ و ثبوت قرضہ دیگئی دیوالیہ پیش کرین۔

آج بتاریخ ۱۱ ماہ ستمبر سنہ ۱۹۲۶ء مہر عدالت اور میرے دستخط سے جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم
انگریزی

مہر عدالت

مرزا نظیر حسن خان صاحب۔ حکیم سید آغا صاحب فاضل۔ حکیم احمد حسن صاحب بانی دوا خانہ کیمیاے اودھ۔ حکیم محمد قاسم صاحب مالک معدن الادویہ۔ حکیم آشفتہ صاحب مالک کیمیاے اودھ وغیرہم۔

یہ لوگ تعلیم مین یا علاج مین دوا کی معرفت مین کافی سلیقہ و تجربہ رکھتے ہین۔ انکی یہ شکایت بجا ہے کہ ہمارے ساتھ تعصب کا برتاؤ ہو گا جیسا کہ آجتک ہوتا رہا۔ اگر یہ نہ ہوا تو مشکل پڑیگی اور طب یونانی ہمیشہ بیمار ہو سکے اسکے مرض مین مبتلا رہیگی۔

حکایت

ایک تھے میان شیر انھون نے مرتے وقت اپنے صاحبزادے سے کہا بیٹا دیکھو جی مین ہون جنگل کا بادشاہ کسی سے ڈرتا نہین مگر ڈرتا ہون تو کل سرے آدمی سے۔ اس سے ہوشیار رہنا کبھی سامنا ہو تو ٹال جانا۔ خبردار خلاف نہ رکھنا۔ شیر صاحب چل بسے صاحبزادہ بابا کے مطیع اوس نے جگہ ہر طرف دوڑا دیئے کہ جہان کہین آدمی کی شکل دیکھو فوراً مجھے اطلاع دو۔ مدتین گزر گئین اور حضرت انسان کا گزر ادھر نہ ہوا۔ صاحبزادہ جو نئی چیز دیکھتا سمجھتا کہ آدمی ہے۔ اتفاق سے ایک بڑھئی بسولا آری کلھاڑی کندھے پر لادے خدا جانے کہان کا مارا دھکیلا ادھر آ نکلا شیر کی نگاہ بڑی نئی چیز تھی۔ پوچھا تم کون۔

جواب ملا "خاکسار آدم زادہ ہے"

شیر "واہ۔ تم ہی آدمی کہلاتے ہو"

بڑھئی "جی ہان"

شیر "تمہاری حقیقت ہی کیا ہے۔ ابھی ایک تھپڑ ماردون تو دم نکل جائے۔ خدا معلوم کیون والد مرحوم نے تم سے پرہیز رکھنے کی تاکید فرمائی"

بڑھئی "خداوند مین ایک دوسرے شیر کا ملازم ہون لہٰذا اگر آپ نے مجھے چوٹ کی تو بڑی ہو گی"

شیر "تم کیا کام کرتے ہو"

بڑھئی "مین ونکے آرام کے لئے بنگلہ بناتا ہون"

شیر "اچھا ہمارے لئے بھی تیار کر دو"

بڑھئی نے اوزار سنبھالے درخت کاٹا تختے چیرے ایک گھر تیار کیا ہر طرف سینخچے لگائے چھت بنائی۔ شیر بیٹھا دیکھا کیا جب دو تین سینخچے لگانے کو رہ گئے تو بڑھئی نے کہا حضور "بسم اللہ" شیر صاحب اندر جا بیٹھے بڑھئی نے سینخچے جڑ دیئے۔ اور بسولے کا ایک ہولا رسید کیا شیر صاحب غرائے۔ بڑھئی نے کہا بس ذرا مزاج کو روکئے ورنہ ایک اور عرض کرونگا۔

مصطفٰے کمال اور اودھ کی گورنمنٹ اس شیر سے زیادہ نخشی بھولی ہے کیا معنی کہ شیر نے تو آدم زاد دیکھے نہ تھے انھین ہمیشہ فرنگیون سے سابقہ پڑا ابھی میگزین اور توپون کے گولے بنانے کا ٹھیکہ دیا تو فرنگیون کو جنکے دھوکے نئے نہین ہین۔ (بقول جرائد) موصل کے متعلق۔ معاہدہ مین اتنی کمزوری اسی ٹھیکے نے پیدا کی۔ جب لڑنے پر آمادہ ہوئے تو گولا بارود غائب۔ تقاضا کیا۔ تو آج دیتے ہین کل دیتے ہین۔ آخر ڈھٹی نے ہچولا دیا انھون نے کہا ہوا موصل سے جواب ملا۔ بس زیادہ غرائے تو دوسرا بھی عرض کرونگا۔ واہ ری تجربہ کاری

آل انڈیا حجاز مسلم بار منسٹر کانفرنس لکھنؤ کے کارنامون پر آئندہ نمبرون مین بحث کیجائیگی جس کا اجلاس ۲۵ و ۲۶ ستمبر سنہ ۱۹۲۶ء کو ہو گا۔

اگر جناب کو مدد ... کی ضرورت ہو تو ... کے درمیان مین ایک فہرست ... حضرات ایک خط ۔

نمونہ بازی

ایک وبا ہے جسے نمونہ بازی کہتے ہیں عموماً لوگ دو پیسے اپنے اور دو آنے ہمارے برباد کرتے اور پرچہ دیکھ کے خاموش ہو رہتے ہیں یہ ہم جسم رہتا ہے اب آنا تو دوسری بات ہے بعض اس کچھ بھی آئے ہاں ہر پرچہ میں نئے مضامین ہوتے ہیں یہ ممکن ہے کہ یہ پرچہ آپ کے مذاق کے موافق نہ ہو لہذا بہتر یہی ہے کہ ایک ششماہی کے خریدار بن جائیے اور حضرت اودھ پنچ کے علمی فیض سے محض ایک نمبر دیکھ کے محروم نہ رہیے۔

آئندہ نمونہ بھیجا نہ جائے گا۔ قیمت ششماہی تین روپیہ بذریعہ منی آرڈر روانہ کیجیے۔ وی پی نہ منگایے بشرط پسند ۶ ہفتے کے اندر بقیہ دو روپیہ بھیج دینے پر میعاد ششماہی کی توسیع سال بھر کے لیے کر دی جائے گی۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

سیاحت ظریف

یعنی

منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی

کا

منظوم سفرنامہ عراق

عجیب و غریب نظم ہے ... اور شاعر کی شاعرانہ استادی سے فائدہ اٹھائیے۔ قیمت فی جلد ۱۰

ٹکٹ بھیج دیجیے وی پی اور منی آرڈر جھنجھٹ ہے۔

المشتہر:۔ منیجر اودھ پنچ لکھنؤ